

شاعر کا مقصود یہ ہے کہ حقیقت ناشناس لوگ میری ظاہری حالت دیکھ کر سمجھتے ہیں، گویا میں اطمینان و دلجمعی سے عیش و عشرت میں مصروف ہوں، حالانکہ دنیا کے آفات و مصائب کی ضربوں سے میرا وجود سراپا خون آلود ہے۔

شاعر نے دونوں صورتوں میں سرخی کو مابہ الاشتراک قرار دیا۔ غافل اسے شراب کی سرخی سمجھتے ہیں، حالانکہ اصلاً یہ سرخی حوادث کی چوٹ کا نتیجہ ہے۔ بعض اصحاب کو یہ وسوسہ ہوا کہ پتھر کی ضرب شیشے کو چکنا چور کر دیتی ہے، اس میں سرخی پیدا نہیں کرتی، لیکن شعر میں یہ کوئی پیچیدہ معاملہ نہیں۔ شاعر نے شیشے کو دل کا استعارہ بٹھرایا اور اس کے لیے چوٹ کے آثار کی عمومی حیثیت پیش کر دی۔ یعنی ضرب شیشے پر نہ لگی، دل پر لگی اور وہ پتھر کی چوٹ نہ تھی، بلکہ حوادث کی چوٹ تھی، لہذا اس شیشے کا لالہ رنگ ہو جانا تعجب خیز نہیں سمجھا جاتا۔

۴۔ شرح : محبوب نے اہل ہوس یعنی رقیب کے سینے میں رونق افروز ہونا مناسب سمجھا۔ ہاں، جو مکان ٹھنڈا ہو، وہ مجلس آرائی کے لیے کیوں پسند نہ آئے۔

اہل ہوس کے سینے کو ٹھنڈا اس لیے قرار دیا کہ وہ عشق کی حرارت سے نا آشنا ہوتا ہے۔

شعر میں الفاظ کی مناسبت محتاج تشریح نہیں، معنوی اعتبار سے اس کی حیثیت معمولی ہے۔

۵۔ شرح : خواجہ حالی فرماتے ہیں :

”ہمارے بھی منہ میں زبان ہے“ اس میں دو معنی رکھتے ہیں، ایک یہ کہ ہمارے پاس ایسے ثبوت ہیں کہ اگر بولنے پر آئے تو تم کو قائل کر دیں گے اور دوسرے شوخ معنی یہ ہیں کہ ہم زبان سے چکھ کر بتا سکتے ہیں کہ غیر نے بوسہ لیا یا نہیں۔“

شعر کے عام انداز سے ظاہر ہے کہ عاشق اور محبوب میں بوسہ رقیب کے